اسلامی قوانین اور وضعی قوانین۔ایک موازنہ

مولانا منور سلطان ندوی
استاذ فقہ دارالعلوم ندوۃ العلماء

موازنہ کی اہمیت

اسلامی قانون اور وضعی قانون کے درمیان اصلا کوئی موازنہ نہیں ہے، کیونکہ موازنہ ان چیزویں میں ہوتا ہے جو یکساں ہوں، اسلامی قانون اللہ تعالی کی طرف سے نازل کردہ ہے، جبکہ وضعی قانون انسان کا بنایا ہوا ہے، پہلے قانون کا ماخذ وحی الہی ہے، اور دوسرے قانون کا مآخذ انسانی عقل، انسانی تجربات ومشاہدہ، لیکن اس واضح اور اصولی فرق کے باوجود دونوں قوانین کے درمیان موازنہ کرنا چاہیں تو اس موازنہ سے درج ذیل فوائد حاصل ہو سکتے ہیں:

۱۔فہم وشعور میں اضافہ ہوگا
۲۔قانونی نظاموں سے واقفیت حاصل ہوگی
۳۔قانونی نظاموں کے محاسن اور نقائص کا جائزہ سامنے آئے گا
۴۔اسلام میں قانون کی حکمت، عدل اور انسان دوستی کو اجاگر کرنے کا موقع ملے گا
۵۔اسلامی شریعت پر اعتماد میں اضافہ ہوگا۔

معروف اسلامی مفکر وفلسفی اور قانون داں علامہ اقبال نے دونوں قوانین کے درمیان موازنہ کی افادیت کی طرف متوجہ کرتے ہوئے یہاں تک فرمایا کہ اصول قانون کی روشنی میں اسلامی قانون کی ابدیت وحقانیت کو ثابت کرنے والا وقت کا مجدد کہلائے گا۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں:

> میرا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص زمانہ حال کے جورس پروڈنس (اصول قانون) پر ایک تنقیدی نگاہ ڈال کر احکام قرآنیہ کی ابدیت کو ثابت کرے گا وہی اسلام کا مجدد ہوگا، اور بنی نوع انساں کا سب سے بڑا خادم بھی وہی شخص ہوگا، قریبا تمام ممالک میں اس وقت مسلمان یا تو اپنی آزادی کے لئے لڑ رہے

ہیں، یا قوانین اسلامیہ پر غور وفکر کررہے ہیں۔۔۔غرض یہ وقت عملی کام ہے، کیونکہ میری ناقص رائے میں مذہب اسلام اس وقت گویا زمانے کی کسوٹی پر پرکھا جارہا ہے، اور شاید تاریخ اسلام میں ایسا وقت اس سے پہلے کبھی نہیں آیا۔(۱)

قانون کی ضرورت

عام طور پر یہ مانا گیا ہے کہ انسانی مدنی الطبع ہے، اور اس کے لئے سماج کا وجود ضروری ہے، سماجی زندگی میں باہم ایک دوسرے سے ربط وتعلق ضروری ہے، اسی طرح باہمی معاملات کا پایا جانا ناگزیر ہے، اور باہمی تعلقات کے نتیجہ میں اختلافات ونزاعات بھی پیدا ہوں گے، ان اختلافات ونزاعات کو حل کرنے کے لئے ایسے قوانین کی ضرورت ہے جن کی روشنی میں یہ طے کیا جاسکے کہ ایک دوسرے کے تئیں حقوق وفرائض کیا ہیں، تبھی آپسی نزاعات حل ہوسکتے ہیں، مجلۃ الاحکام العدلیۃ کے آغاز میں ہی اس نکتہ کو پیش کیا گیا ہے:

> انسان اپنی اس حیثیت میں کہ وہ طبعا مدنی الطبع ہے، اس کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ حیوانوں کی طرح انسانی زندگی بسر کرسکے، تمدن کی بساط کے پھیلاؤ کے بموجب باہمی تعلق ومشارکت کا محتاج ہے، صورت حال یہ ہے کہ ہر شخص اس چیز کا طلب گار ہے جو اس کے موافق ہو، اور ہر اس چیز سے برافروختہ ہے جو اس کی راہ میں مزاحم ہو، اس صورت میں عدل قائم رکھنے اور انسان کے مابین نظم وانتظام کو خلل سے محفوظ رکھنے کے لئے شرعی قوانین کی ضرورت ہے۔(۲)

علامہ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں اس حقیقت کو بہت پہلے بیان کرچکے ہیں۔

قانون کیا ہے؟

ڈاکٹر صبحی رجب محمصانی کے مطابق قانون کا لفظ اپنی اصل کے لحاظ سے یونانی ہے، سریانی کے راستہ سے عربی میں داخل ہوا ہے، پہلے قانون کا لفظ مسطرۃ (یعنی اسکیل) کے معنی میں استعمال ہوتا تھا، پھر قاعدہ کے معنی میں استعمال ہونے لگا، آج کل یہ لفظ یورپ کی زبان میں بمعنی قانون کلیسا استعمال ہوتا ہے۔(۳)

لسان العرب میں قانون کا معنی اس طرح بیان کیا گیا ہے: مقیاس کل شئی۔یعنی ہر چیز کے اندازہ کرنے کا آلہ(۴)

یہیں سے اس لفظ میں عموم ہوا کہ ہر طرح کے جامع اور ضروری قاعدے کے لئے استعمال ہونے لگا، مثلا قانون صحت، قوانین فطرت، وغیرہ۔(۵)

قانون کی اصطلاحی تعریف

جدید قانون میں قانونی اصطلاحی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

انسانی اعمال کے لئے وہ قواعد جن کی پابندی لوگوں کے لئے لازم کردی گئی ہو، یا معاشرہ کے کسی طبقہ یا کسی گروہ کے اعمال سمع وطاعت کے لئے ایک منظورشدہ حکم نامہ۔(۶)

سالمنڈ قانون کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

ہم کہہ سکتے ہیں کہ قانون ان اصول وقواعد کے مجموعے کا نام ہے جو ریاست یا مملکت اپنی حکومت میں عدل وانصاف رکھنے کی خاطر منظور کرتی اور نافذ کرتی ہے، بالفاظ دیگر قانون ان اصول وقواعد پر مشتمل ہوتا ہے جو عدالت ہائے انصاف نزدیک مسلمہ ہو، اور اس پر یہ عدالتیں عامل ہوں۔(۷)

چیمبرز انسائیکلو پیڈیا میں ہے:

ہمارے خیال میں قانون اخلاقی روابط کے ان قواعد کا نام ہے جو کسی ریاست کے آزاد وخود مختار اہل اقتدار اپنے ملک کے لوگوں کے لئے تجویز کریں۔(۸)

قانون کی ایک واضح تعریف یہ بھی کی گئی ہے:

انسانی زندگی کو منضبط کرنے کے لئے قواعد وضوابط کا ایک مجموعہ جو افراد کی رضامندی سے مرتب کیا جائے اور حکومت اسے نافذ کرے۔(۹)

قانون کا آغاز کب ہوا؟

دنیا میں قانون کا آغاز کب ہوا اور پہلا قانون کونسا ہے، اس بارے میں مختلف رائے پائی جاتی ہیں، اکثر ماہرین قانون قانونی تصورات کے آغاز کو ماقبل مسیح کی تاریخ سے جوڑتے ہیں، چنانچہ پہلا تحریری قانون یا قانونی مجموعہ ”تعزیرات حموربی“(Code of Hammurabi) کو قرار دیا جاتا ہے، بابل کے بادشاہ حموربی (۱۷۵۴ قبل مسیح) کے دور میں یہ قانون تیار ہوا تھا، اور ایک پتھر کے ستون پر نقش تھا۔

اسی طرح قدیم قوانین میں ”روما کے احکام دوازدہ“(Twelve Table of Romb) کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

عصر جدید میں قانون سازی کی طرف پہلی کوشش فرانس میں ہوئی، نابلیون نے چار ماہرین قانون پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی، تاکہ قانون کا مجموعہ تیار کیا جائے، چنانچہ اس کمیٹی کی طرف سے تیارہ کردہ مجموعہ ”مجموعہ نابلیون“ کے نام سے ۱۸۰۴ء میں شائع ہوا، اس کے بعد فرانس کا عدالی قانون، قانون تجارت، بحری قانون، قانون تحقیق جرائم اور قانون تعزیرات کے الگ الگ مجموعے شائع ہوئے۔(۱۰)

وضعی قوانین کا نشو وارتقا

انسانی قوانین کی تدوین کس طرح سے ہوئی، کن مراحل سے گزری، اس کی تاریخ بہت طویل ہے، اور اس

بارے میں مختلف نقطائے نظر بھی پائے جاتے ہیں،عبدالقادر عودہ شہید نے اس بارے میں تفصیل سے لکھا ہے،انہوں نے خلاصہ کے طور پر جو لکھا ہے،اس کو نقل کرنا مناسب ہے:

> قانون اس وقت وجود میں آیا جب خاندان اور قبیلہ وجود میں آیا جب خاندان اور قبیلہ وجود میں آیا،اس وقت خاندان کے سربراہ کا قول ہی پورے خاندان کے لئے قانون کا درجہ رکھتا تھا،اور قبیلے کے سربراہ کا فرمان پورے قبیلے کا قانون ہوکرتا تھا،قانون اسی طرح سوسائٹی کے نشوروارتقاء کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتا رہا،یہاں تک کہ ریاست وجود میں آگئی،ابتداء ہوتا یہ تھا کہ ہر خاندان کی عادتیں دوسرے خاندانوں سے مختلف ہوتیں،اور ہر قبیلے کی روایات دوسرے قبیلے سے جدا ہوتیں،مگر جب ریاست وجود میں آگئ،تو عادتوں اور روایات میں ہم آہنگی پیدا ہوگئی،اور ایک ریاست کے ماتحت آنے والے تمام افراد،خاندانوں اور قبائل کے لئے ان روایات سے کچھ عمومی قوانین اخذ کر لئے گئے جن کی پابندی سب پر لازم کردی گئی،مگر ایک ریاست کا قانون دیگر ریاستوں کے قوانین سے کوئی لگا نہیں کھاتا تھا،حتی کہ اٹھارہویں صدی کے آخر میں فلفسیانہ،سائنسی،اور اجتماعی نظریات کی روشنی میں قانونی ارتقاء کا آخری مرحلہ شروع ہوا،اور اس وقت سے اب تک قانون نے عظیم ترقیات حاصل کرلیں،اور جدید قانون کو ایسی بنیادیں فراہم ہوگئیں جن کا قدیم قوانین میں کوئی وجود تک نہ تھا،ان جدید نظریات کی اساس انصاف،مساوات،رحم اور انسانیت کے اصول ہیں،جن کی عالمی اشاعت کے نتیجے اقوام عالم کے بیشتر قواعد میں ایک حدتک وحدت پیدا ہوگئی ہے،مگر بہرحال اب بھی ہر قومی ریاست کا اپنا قانون ہے،جو بیشتر تفاصیل اور متعدد باریک نکات میں دیگر قوانین عالم سے بالکلیہ مختلف ہے۔(۱۱)

اسلامی قانون کا نشوونما

اسلامی قانونی کی نشوونما اس طرح نہیں ہوئی جس طرح وضعی قانون کی نشوونما ہوئی،کہ سماج کے ترقی کرنے سے قانون ترقی کرتا رہے،اور نہ ہی قانون کی طرح یہ شکل ہوئی کہ پہلے تھوڑے قوانین تھے بعد میں حسب ضرورت اس کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا،اور نہ ہی یہ صورت حال ہوئی کہ پہلے منتشر قوانین تھے،بعد میں یکجا کر لئے گئے،بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی شریعت پہلے دن سے جامع اور مکمل تھی،اس میں نہ کوئی کمی تھی اور نہ نقص،جس کی تلافی کی ضرورت بعد میں پیش آئے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے اس دنیا کا آغاز ہوا،حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں کس کس طرح کے قوانین تھے،اور زندگی کے کن پہلوؤں پر مشتمل تھے،اس بارے میں تاریخ خاموش ہے،قرآن میں ایسے متعدد احکام موجود

ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کو دئے گئے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قانون کا بنیادی تصور موجود تھا، مثلاً سورہ بقرہ میں ہے:

قلنا اهبطوا منها جميعا فاما يايتنكم منى هدى فمن تبع هداى فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون والذين كفروا وكذبوا بآياتنا اولئك اصحاب النار هم فيها خالدون۔ (۱۲)

اسی طرح سورہ مائدہ میں حضرت آدم کے دو بیٹوں کی جنگ کا ذکر موجود ہے، یہاں بھی کچھ قانونی اشارے ملتے ہیں۔ (۱۳)

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد رسولوں اور نبیوں کا سلسلہ جاری رہا ہے، اور ہر دور کے لحاظ سے احکام نازل ہوتے رہے، حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی کی حیثیت سے مبعوث کئے گئے، اور آپ کے ذریعہ ایک جامع اور مکمل شریعت نازل ہوئی، جو قیامت تک انسانوں کی رہبری کے لئے ہے۔

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى ورضيت لكم الاسلام دينا۔ (۱۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں شریعت کا نزول مکمل ہوگیا، البتہ شریعت کے اصول وکلیات کی روشنی میں شریعت کی تفصیل وتشریح اور عملی اطلاق کے لئے فقہ اسلامی کا نظام جو صحابہ وتابعین اور ائمہ مجتہدین کے ذریعہ شروع ہوا، وہ وقت کے ساتھ ارتقا پذیر ہوتا رہا، اور آج بھی جاری ہے۔

فقہ اسلامی کی تدوین کے مختلف مراحل ہیں، بعض علماء نے تین مراحل بعض نے چھ مراحل، اور معروف فقیہ شیخ مصطفی احمد زرقاء نے آٹھ مراحل کا ذکر کیا ہے۔ (۱۵)

فقہ اسلامی کو جدید قانون کے انداز میں مرتب کرنے کا آغاز المجلہ کی ترتیب سے ہوتا ہے، یہ عہد عثمانی کا عظیم اور تاریخی کارنامہ ہے، اس کے بعد اس سلسلے میں مختلف کوششیں ہوئی ہیں، اجتماعی اجتہاد کے لئے فقہی اکیڈیموں کا قیام، فقہی موسوعات کی تیاری، اور فقہ اسلامی کو زیادہ تفصیلی، تحقیقی انداز اور قانونی اسلوب میں پیش کرنے کی کوششیں قابل ذکر ہیں۔ (۱۶)

اسلامی قانون کے مصادر

کسی بھی قانون کے لئے مصدر سند (Authority) کا درجہ رکھتا ہے، اسلامی قانون میں ان مصادر کو الحجج الشرعیۃ، ادلۃ الاحکام الشرعیۃ، اور اصول کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے، بعض مصادر کے دلیل ہونے پر علما کا اتفاق ہے، مثلاً قرآن، سنت، اجماع، قیاس، اور بعض کے بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے، بعض علمائے اصول نے ان مصادر کو مصادر اصلیہ اور مصادر ثانویہ کے لحاظ سے بھی تقسیم کیا ہے۔ (۱۷)

اسلامی قانون کا اصل الاصول، مصدر المصادر اور بنیادی سرچشمہ قرآن مجید ہے، اس کے مصدر ہونے پر تمام

فقہاء کا اتفاق ہے، سنت رسول بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے جیسا کہ علامہ آمدی بیان کرتے ہیں:

"والاصل فیها انما هو الکتاب: لأنه راجع الی قول الله تعالیٰ المشرع للأحکام والسنة مخبرة عن قوله تعالیٰ وحکمه، ومستند الاجماع فراجع الیهما" (۱۸)

اسلامی قانون کا دوسری بنیادی سرچشمہ سنت رسول ہے، اس کا درجہ قرآن کے بعد کا ہے، مگر یہ مستقل اسلامی قانون کا مصدر ہے۔

اس کے بعد اجماع اور قیاس اسلامی قانون کے مصادر ہیں۔ یہ چاروں متفق علیہ ہیں، ان کے علاوہ ضمنی مصادر میں عرف، استحسان اور مصالح مرسلہ قابل ذکر ہیں۔

ڈاکٹر حمید اللہؒ نے اسلامی قانون کے مآخذ میں کچھ اضافہ فرمایا ہے، ان کے مطابق مآخذ اس طرح ہیں:

۱۔قرآن مجید

۲۔سنت یا احادیث نبوی

۳۔خلفائے راشدین کا تعامل

۴۔دیگر مسلمان حکمرانوں کا عمل بشرطیکہ مسلمان فقہاء نے اس سے برائت کا اظہار نہ کیا ہو۔

۵۔نامور مسلمان فقہاء کی آراء

الف۔اجماع ب: قیاس

۶۔ثالثوں کے فیصلے

۷۔بری اور بحری سپہ سالاروں، سفراء اور دوسرے سرکاری حکام کو دی جانے والی سرکاری ہدایات

۹۔غیر ملکیوں اور بین الاقوامی تعلقات سے متعلق ملکی قانون سازی

۱۰۔روایات اور عرف عام۔(۱۹)

وضعی قانون کے مصادر

وہ تمام عناصر جن کا قانون کے نشوونما میں خاص کردار رہا ہے، انہیں قانون کا مآخذ مانا جاتا ہے، مختلف ادوار میں وضعی قوانین کے مختلف مآخذ رہے ہیں، قانون کا سب سے قدیم مآخذ رسم ورواج کو مانا گیا ہے، رسم ورواج کی بنیاد خاندان، برادری اور قبیلے کی عادت اور طور وطریقہ ہے، ہر قسم کے رواج کو قانون کا درجہ نہیں دیا جاتا، اس کی کچھ شرائط ہیں، ماہرین قانون نے اس سلسلے میں چھ شرطوں کا ذکر کیا ہے، کس رواج کو قانون کا درجہ دیا جائے اس کا اختیار عموماً عدالتوں اور مقننہ کو ہوتا ہے۔

قانون کے مآخذ دو طرح کے ہیں، رسمی مآخذ (Formal Sources of Law) اور غیر رسمی مآخذ (

(Non-Formal Sources

رسمی مآخذ

۱۔قانون کے رسمی مآخذ میں قانون کا سب سے اہم مصدر آئین (Constitution) کو مانا جاتا ہے، یہ ملک کا سب سے اعلی قانونی دستاویز ہوتا ہے۔

۲۔دوسرا مصدر قانون سازی (Lagislation) ہے، جمہوری روایات کے مطابق قانون رائے عامہ کا مظہر تصور کیا جاتا ہے اور عوام کی رائے مجلس قانون ساز کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہے، پارلیامنٹ اور اسمبلی کو قانون بنانے کا اختیار دیا گیا ہے۔

۳۔عدالتی فیصلے (Judicial Precedents) بھی قانون کے مآخذ ہیں، اعلی عدالتوں کے فیصلے نچلی عدالتوں کے لئے قابل تقلید ہوتے ہیں۔

۴۔دو یا دو سے زیادہ ملکوں یا قوموں کے درمیان ہونے والے معاہدے (Treaties) بھی قانون کے مآخذ شمار ہوتے ہیں۔

غیر رسمی مآخذ

رسمی مآخذ (Formal Sources) نہ ہونے کی صورت میں جج صاحبان، عدل وانصاف کے علمی اصولوں سے رہنمائی لیتے ہیں، معروف قانون داں اور فلسفی بوڈن ہیمر نے غیر رسمی مآخذ کو غیر معمولی اہمیت کا حامل قرار دیا ہے، انہوں نے چھ غیر رسمی مآخذ کا تذکرہ کیا ہے، جن میں انصاف کے عمومی اصول (Standards of Justice) اور اصول مساوات (Equity) قابل ذکر ہیں (۲۰)

۱۔"equity" کو قدرتی انصاف (Natural justice) سے بھی کہا جاتا ہے، معروف ماہر قانون بلیک اسٹون (Black Stone) نے اصول مساوات کو تمام قوانین کی روح قرار دیا ہے۔(Salmond's Jurisprudence)

۲۔"The Concept of Law" کے مصنف H.L.A Hart نے اخلاقی اقدار (Morality) کو بھی قانون کے غیر رسمی مآخذ میں شمار کیا ہے۔

۳۔سابق چیف جسٹس آف انڈیا محمد ہدایت نے اسلامی فقہ کو مسلم پرسنل لاء سے متعلق مسائل میں قابل اعتبار مصدر قرار دیا ہے۔

۴۔رسم ورواج کا شمار رسمی اور غیر رسمی دو طرح کے مآخذ میں ہوتا ہے۔

اسلامی قانون کی خصوصیات

۱۔اسلامی قانون کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہوا ہے، جو پوری دنیا کا خالق و مالک ہے، تمام احکام وحی کی شکل میں انبیاء اور رسولوں پر نازل ہوئے ہیں۔

۲۔یہ شریعت کامل و مکمل ہے، اور کسی بھی طرح کے نقص سے پاک ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے نازل کردہ ہے، اور اللہ تعالی عالم الغیوب ہے، اور کمال کی صفت سے متصف ہے، لہذا ان کی طرف سے نازل کردہ قانون بھی کامل ہے۔

۳۔اس قانون کا ایک امتیازی پہلو اس کی جامعیت ہے، یعنی یہ ہر دور اور ہر علاقہ کے لئے ہے، اور انسان کے تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے، کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کا حل اسلامی قانون میں موجود نہیں ہے۔

اللہ تعالی خود فرماتے ہیں:

ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی وھدی ورحمة وبشری للمسلمین۔(۲۱)

وما ارسلناک الا کافة للناس بشیرا ونذیرا۔(۲۲)

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده للعالمین نذیرا۔(۲۳)

۴۔دنیا اور آخر دونوں کا جامع ہے:

فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره۔(۲۴)

ڈاکٹر عبدالقادر عودہ شریعت کی جامعیت کا تذکرہ کرتے ہوئے دستوری انداز میں لکھتے ہیں:

> شریعت اسلامی کو اللہ سبحانہ تعالی نے اس طرح بنایا ہے کہ اس پر زمانے کے تغیرات کا قطعا کوئی اثر نہیں ہوتا، اس پر کہنگی اور قدامت کے آثار طاری نہیں ہوتے، اور اس کے عام اصولوں اور اساسی نظریات میں تبدیلی کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، شریعت اسلامیہ کی دفعات میں اس قدر عمومیت اور لچک موجود ہے کہ وہ ہر ممکن حالت میں نافذ ہوسکتی ہے، یہی وجہ شریعت اسلامیہ میں اس طرح تغیر و تبدل کی ضرورت پیش نہیں آئی جس طرح رواجی قوانین کی دفعات میں ترمیم (Modification) اور تبدیلی کی ضرورت پیش آتی رہی ہے۔
>
> شریعت اسلامیہ اپنے نزول کے دن سے ہی تمام جدید ترین نظریات کی حامل تھیں جن تک رواجی قوانین کی رسائی ایک زمانہ گزرنے کے بعد اب جا کر ہوئی ہے، حالانکہ یہ قانون اپنے وجود میں شریعت اسلامیہ سے بہت قدیم ہے، جبکہ شریعت اسلامیہ میں اپنے نزول کے دن ہی ایسی خوبیاں موجود تھیں جن تک قانون جدید اب تک نہیں پہونچ سکا ہے، بس یہ سمجھئے کہ آج اہل قانون جن اعلی

اصولوں کی تنفیذ کی تمنا اور آرزو کرتے ہیں وہ شریعت اسلامیہ میں اسوقت موجود تھے جب وہ نازل ہوئی تھی۔(۲۵)

۵۔اسلامی قانون انسانی کے انفرادی، اجتماعی مسائل اور ریاست کے مسائل کا بھی حل پیش کرتا ہے۔

۶۔اسلامی قانون حالت امن اور حالت جنگ دونوں میں رہبری کرتا ہے۔

۷۔اسلامی قانون انسان کے ذاتی مسائل اور انفرادی معاملات سے لے کر بین الاقوامی معاملات ومسائل کا حل پیش کرتا ہے۔

تین امتیازی خصوصیات

عبدالقادر عودہ شہید نے اسلامی قانون کے تین امتیازی اوصاف بتائے ہیں، اور ان کی تطبیق کی مثالیں پیش کی ہیں، یہ تین اوصاف اس طرح ہیں:

۱۔کمال

یہ ایک مکمل قانون ہے، جس قدر قواعد، اصول اور نظریات کی ضرورت ہوسکتی تھی وہ سب شریعت میں موجود ہیں، اور شریعت کا دامن ان تمام اصول ونظریات سے بھرا ہوا ہے جو مستقبل قریب یا بعید میں انسانیت کی ضروریات کی تکمیل کے لئے کارآمد ہوسکتے ہیں۔

۲۔رفعت

شریعت اسلامیہ کے قواعد اور اصول ہمیشہ سوسائٹی کے معیار سے بلند تر رہتے ہیں، اور خواہ انسانی زندگی کا معیار کتنا ہی اونچا نہ ہوجائے شریعت اسلامیہ میں ایسے اصول ونظریات موجود ہیں جو اس کی رفعت کو ہمیشہ محفوظ رکھیں گے، اور ہمیشہ اس کا معیار انسانی معیارات سے بلند تر رہے گا۔

۳۔ہمیشگی

شریعت اسلامیہ ثابت اور مستقل ہے، اور اس میں ہمیشگی کی صفت ہے، خواہ کتنا ہی طویل دور کیوں نہ گزر جائے اس کی دفعات میں کوئی تبدیلی اور کوئی تغیر نہیں آتا، مگر اس عدم تغیر کے باوجود شریعت ہر دور کے لائق اور ہر زمانے کے مناسب رہتی ہے۔(۲۶)

نظریہ مساوات، عورت مرد کی مساوات کا نظریہ، نظریہ حریت، حریت فکر، حریت عقیدہ، حریت قول، نظریہ شوری، اقتدار حاکمہ کی تحدید کا نظریہ، نظریہ طلاق، نظریہ تحریم خمر، تعدد ازدواج کا تصور، ثبوت اور معاہدات کے نظریات، تحریری ثبوت کا تصور، تجارتی معاملات کا ثبوت، یہ اور ان جیسے دیگر عناوین مذکورہ امتیازی پہلوؤں کے لئے بطور دلیل پیش کئے جاسکتے ہیں۔

اسلامی قانون کا دائرہ

اسلامی شریعت انسان کی پوری زندگی پر حاوی ومحیط ہے،یعنی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جہاں شریعت کی رہنمائی موجود نہ ہو،فقہاء نے شرعی احکام کو زندگی کے گوشوں کے لحاظ سے مختلف حصوص میں تقسیم کیا ہے:

۱۔عبادات　ایسے احکام جن کا تعلق اللہ تعالی کی عبادت سے ہے،مثلا نماز،روزہ،وغیرہ

۲۔احوال الشخصیۃ　ایسے احکام جن کا تعلق انسان کی خاندانی اور عائلی زندگی سے ہے،مثلا نکاح،طلاق

۳۔معاملات　ایسے احکام جن کا تعلق آپسی معاملات اور بطور خاص اموال وحقوق سے ہو،مثلا خرید وفروخت

۴۔عقوبات وجنایات　جن کا تعلق جرم،مجرم کی سزا اور انتظامی امور سے ہو

۵۔سیر　دوملکوں کے درمیان کے معاملات اور جنگ سے متعلق احکام

۶۔آداب　اخلاق ومحاس سے متعلق احکام

۷۔احکام سلطانیہ　حکومت سے متعلق امور بطور خاص حاکم کا رعیت سے معاملہ،ان کے حقوق وفرائض

(۲۷)

بعض مصنفین نے شرعی احکام نئے انداز میں اس طرح تقسیم کیا ہے:

۱۔فقہ الاسرۃ

۲۔مالی معاملات

۳۔تمدنی مرافعات (سول قانون) عائلی مسائل یا معاملات کے مسائل جن میں عدالتی کاروائی کی ضرورت ہو

۴۔بین الاقوامی قوانین

۵۔سلطانی قوانین

۶۔مالیاتی قوانین (بیت المال،سرکاری خزانہ،آمدنی کے وسائل)

۷۔خارجہ تعلقات کے احکام

۸۔قانون تعزیر (تفصیل کے لئے دیکھئے: قوانین عالم میں اسلامی قانون کا امتیاز)

وضعی قوانین کے اقسام

ملکوں کے نظام حکومت کے اعتبار سے وضعی قوانین کے اقسام الگ الگ بیان کئے گئے ہیں،مجموعی طور پر وضعی قوانین کو درج ذیل قسموں میں بانٹا گیا ہے:

۱۔آئینی قانون (جن قوانین کا تعلق حکومت کے بنیادی ڈھانچہ، اختیارات کی تقسیم، شہریوں کے حقوق وفرائض سے تعلق ہو۔)

۲۔فوجداری قانون

۳۔دیوانی قانون (افراد یا اداروں کے درمیان نجی حقوق وفرائض سے متعلق)

۴۔انتظامی قانون (سرکاری اداروں اور ایجنسیوں کے درمیان تعلقات کو منظم کرنے کے لئے)

۵۔مزدور قانون

۶۔تجارتی قانون

۷۔بین الاقوامی قانون

۸۔ماحولیاتی قانون

۹۔خاندانی قانون

۱۰۔ٹیکس قانون

بعض ماہرین قانون کے مطابق آئینی، انتظامی اور فوجداری قانون کو عوامی قانون (Public Law) کہا جاتا ہے۔

دیوانی، تجارتی، اور خاندانی قانون کو نجی قانون (Private Law) کہا جاتا ہے۔

فرد اور مذہب سے متعلق قانون کو پرسنل لا (Personal Law)

پارلیامنت اور ریاستی اسمبلیوں کے ذریعہ بنائے گئے قوانین کو تحریری قانون (Statutory Law) کہا جاتا ہے۔

اسلامی قانون اور وضعی قانون کے درمیان اصولی اور اساسی فرق

۱۔اسلامی قانون اللہ سبحانہ تعالی کا نازل کردہ ہے، اس لئے اس میں ہر دور کے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت موجود ہے، اس کے برعکس وضعی قوانین انسان کے بنائے ہوئے ہیں، اس لئے اس میں صرف وقتی ضروریات کی تکمیل ہے، غیر متوقع حالات پر حاوی نہیں ہیں۔

۲۔اسلامی نظام قانون مادیت اور روحانیت دونوں پر مشتمل ہے، کیونکہ شریعت کا نزول انسان کی دنیا اور آخرت دونوں کو سنوارنے کے لئے ہوا ہے، جبکہ وضعی قوانین میں آخرت کا کوئی تصور نہیں ہے۔

۳۔معاملات اور احوال الشخصیہ جنہیں جدید قانون میں سول قوانین کہا جاتا ہے، ان میں اسلام میں حلال وحرام کا واضح فرق ہے، جبکہ وضعی قوانین میں حلال وحرام کا کوئی مسئلہ نہیں ہے، اسی طرح وضعی قانون میں باطنی امور کی کوئی

رعایت نہیں ہوتی ، بلکہ صرف مظاہر کو دیکھا جاتا ہے، جبکہ اسلامی قانون میں ہر عمل میں باطنی ترقی بھی ملحوظ ہوتی ہے۔(۲۸)

۴۔اسلامی قانون پہلے دن سے یہ جدید نظریات سے لبریز ہیں، جبکہ وضعی قوانین میں ایک طویل عرصہ گزرنے کے بعد جدید نظریات شامل ہوئے ہیں۔

۵۔سوسائٹی اپنے مسائل کی تنظیم کے لئے قانون سازی کرتی ہے، اس لئے یہ قواعد سوسائٹی کے پیش رو نہیں بلکہ اس کے پیرو ہوتے ہیں، قانون کے حوالے سے یہ جملہ معروف ہے کہ سماج آگے آگے چلتا ہے اور قانون پیچھے پیچھے، مگر اسلامی قانون ہمیشہ سماج کے آگے چلتا ہے، وہ سماج کی اصلاح کرتے ہے۔(۲۹)

۶۔کوئی غلط عمل سماج میں رائج ہوجائے اور وسیع پیمانہ پر پھیل جائے تو وقت کے ساتھ قانون بھی اسے تسلیم کرلیتا ہے، خواہ وہ عمل اخلاقی یا مذہبی روایات کے مطابق غلط ہی کیوں نہ ہو، اسی کو کہا جاتا ہے:

"Law evolves with society" یعنی: قانون معاشرے کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ ارتقاء پذیر ہوتا ہے۔

جبکہ اسلامی قانون میں اس کی کوئی گنجائش موجود نہیں ہے کہ کوئی ناجائز عمل معاشرہ میں رواج پذیر ہوجانے سے وہ جائز ہوجائے، اسلامی قانون میں عرف کی اہمیت ہے، مگر اس کے حدود متعین ہیں، کوئی عرف قرآن، وسنت، اجماع یا قیاس کے خلاف ہو تو وہ باطل قرار پائے گا۔

۷۔قانون میں ترمیم وتنسیخ اور تدوین کا آئینی اختیار مقننہ کے پاس ہے، دستور ہند کے آرٹیکل 368 کے تحت آئین میں ترمیم کا اختیار پارلیمنٹ کو حاصل ہے، اس کے برخلاف اسلامی قانون میں ترمیم کا اختیار کسی کو نہیں ہے، مجتہدین اسلامی قانون کی تشریح وتوضیح کرتے ہیں، انہیں کسی حکم کو بدلنے کا اختیار نہیں ہے، ان کا کام شرعی اصولوں کی روشنی میں نئے مسائل کا حل تلاش کرنا ہے۔

۸۔بین الاقوامی رجحانات اور عالمی دباؤ کے نتیجہ میں بھی قانون سازی ہوتی ہے، وضعی قوانین میں اس کی نہ صرف گنجائش ہے بلکہ عملی طور پر اس کے بے شمار نمونے ملتے ہیں، مگر شرعی طور پر اس کی گنجائش موجود نہیں ہے۔

عبدالقادر عودہ دونوں قوانین کے درمیان موازنہ کرتے ہوئے واضح طور پر لکھا ہے کہ دونوں کے درمیان کوئی مماثلت نہیں ہے، وہ تحریر کرتے ہیں:

> شریعت اسلامیہ اور قانون کے نشو وارتقاء کی کیفیت بیان کرنے کے بعد ہم بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ اور قانون میں باہم کوئی مماثلت نہیں ہے، اور نہ یہ دونوں مساوی درجے کی چیزیں ہیں کہ ایک کا دوسری پر قیاس کرنا درست ہو، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ اپنے مزاج اور اپنی

طبیعت کے لحاظ سے قانون کے مزاج اور طبیعت سے قطعا مختلف ہے، کیونکہ اگر شریعت اسلامیہ کا مزاج بھی قانون کے مزاج کی طرح ہوتا تو شریعت کی وہ صورت نہ ہوتی جس صورت میں یہ نازل ہوئی ہے، اس کے بجائے یہ ہوتا کہ ایک ابتدائی شریعت نازل ہوتی، پھر قانون کی طرح جماعتی ارتقاء کے ساتھ وہ ترقی پاتی، اور جدید نظریات جو قانون نے اب جا کر اخذ کئے ہیں وہ اس وقت شریعت اسلامیہ میں بھی نہ ہوتے، بلکہ شریعت اسلامیہ ان نظریات تک اس وقت پہونچتی جب ہزار ہا سال گزرنے کے بعد یہ نظریات رواجی قوانین کا حصہ بن چکے ہوتے۔(۳۰)

چند اہم پہلو جن سے وضعی قوانین خالی ہیں

اسلامی قانون میں بے شمار ایسے پہلو ہیں جن سے وضعی قوانین یکسر خالی ہیں، یہاں تک کہ ترقی یافتہ قوانین بھی اس تک ابھی نہیں پہونچ پائے ہیں، چند مثالیں پیش ہیں:

۱۔اخلاقیات

اسلامی قانون میں اخلاقیات کا پہلو ہر جگہ شامل ہوتا ہے، شریعت کے نزول کا مقصد اخلاقی قدروں کی تکمیل ہے، چنانچہ اسلامی قانون کے ہر حکم میں مکارم اخلاق کی تکمیل کا پہلو نظر آتا ہے، اس کے برخلاف وضعی قوانین میں صرف دنیوی مصالح کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

اسلامی قانون میں اخلاقی اقدار کی اتنی اہمیت ہے کہ بسا اوقات کسی اچھے عمل کو چھوڑنا بھی قابل جرم بن جاتا ہے، مثلاً فقہ مالکی میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ ایک آدمی کے پاس پانی ہے، اور ان کی ضرورت سے زائد ہے، وہ کسی مسافر کو پانی دینے سے منع کر دیتا ہے، اور وہ مسافر پیاس کی شدت سے مرجاتا ہے، تو پانی دینے سے منع کرنا والا قتل عمد کا مرتکب شمار کیا جائے گا، گرچہ وہ پانی کا مالک تھا۔(۳۱)

علامہ ابن قدامہ نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی آگ میں گر کر یا پانی میں ڈوب کر مرنے سے بچا سکتا ہے، اور نہیں بچاتا ہے، وتو ایسا آدمی قابل ضمان ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے اس کے پانی یا کھانا نہ دینے کی وجہ سے کوئی مرجائے۔ (۳۲)

حوالے:

۱۔ چراغ راہ، سرورق، اسلامی قانون نمبر جلد اول، مرتب خورشید احمد، پاکستان

۲۔مجلۃ الاحکام العدلیۃ، ص:۲۷،۲۸، ترجمہ عبدالقدوس ہاشمی، ناشر علماء اکیڈمی شعبہ مطبوعات، محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور

۳۔فلسفۃ التشریع فی الاسلام، ص:۹، از ڈاکٹر صبحی محمصانی، فلسفہ شریعت اسلام، (اردو ترجمہ)، ص: ۲۴،

مترجم: مولوی محمد احمد رضوی، ناشر: مجلس ترقی ادب لاہور، نومبر ۱۹۹۹ء

۴۔لسان العرب، ج ۷، ص: ۲۲۹

۵۔فلسفہ شریعت اسلام (اردو ترجمہ) ص: ۲۴

۶۔بحوالہ چراغ راہ، اسلامی قانون نمبر، The Pocket Lap Laxicon,A.W.Motion,page:216

۷۔(Jurisprudence 10th Edi Salmond,Page:41)

۸۔بحوالہ چراغ راہ، اسلامی قانون نمبر جلد اول

۹۔چراغ راہ، اسلامی قانون نمبر، مضمون نگار: ابصار عالم، ص: ۳۱

۱۰۔قوانین عالم میں اسلامی قانون کا امتیاز، مصنف: مولانا اختر امام عادل قاسمی، سن طباعت: ۲۰۰۸ء

۱۱۔اسلام کا فوجداری قانون، ص: ۱۴، اردو ترجمہ التشریع الجنائی فی الاسلام، از عبدالقادر عودہ شہید، مترجم: ساجد الرحمن کاندھلوی، ناشر: اسلامک پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۷

۱۲۔سورہ بقرہ: ۳۸۔۳۹

۱۳۔تفصیل کے لئے دیکھئے: قوانین عالم میں اسلامی قانون کا امتیاز ص: ۲۷، از مولانا اختر امام عادل قاسمی

۱۴۔سورہ مائدہ: ۳

۱۵۔المدخل الفقہی العام، ص: ۱۶۲، مصطفی احمد زرقاء، طبع: دار القلم دمشق، ۲۰۰۴ء

۱۶۔المدخل الفقہی العام میں اس کی تفصیلات دیکھی جاسکتی ہیں

۱۷۔تفصیل کے لئے دیکھئے: التحبیر شرح التحریر ۳: ۱۲۲۹۔۱۲۳۱، علاء الدین ابوالحسن بن سلیمان مرداوی دمشقی صالحی حنبلی، مکتبۃ الرشید، ریاض ۲۰۰۰ء

۱۸۔الاحکام فی اصول الاحکام، ج ۱ ص: ۱۵۸، علی بن محمد آمدی، ناشر: المکتب الاسلامی دمشق، طبع دوم ۱۴۰۲ھ

۱۹۔چراغ راہ، اسلامی قانون نمبر جلد اول، مضمون ڈاکٹر حمید اللہؒ،

۲۰۔تفصیل کے لئے دیکھئے: p.346, Jurisprudence,E.Boden

۲۱۔سورہ نحل: ۸۹

۲۲۔سورہ سبا: ۲۸

۲۳۔سورہ فرقان: ۱

۲۴۔سورہ زلزلۃ: ۷

۲۵۔اسلام کا فوجداری قانون،ص:۱۶
۲۶۔اسلام کا فوجداری قانون،ص:۲۶
۲۷۔المدخل الفقہی العام،ص:۶۶۔۶۷
۲۸۔المدخل الفقہی العام،ص:۶۷
۲۹۔تفصیل کے لئے دیکھئے:اسلام کا فوجداری قانون،ص:۲۶
۳۰۔اسلام کا فوجداری قانون،ص:۱۷
۳۱۔حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر،ص:۸۵۳،محمد بن احمد بن عرفۃ دسوقی مالکی،طبع:دار الفکر
۳۲۔المغنی،ج۷،ص:۸۳۴،موفق الدین محمد بن قدامہ مقدسی طبع:عالم الکتب للطباعۃ والنشر والتوزیع، ریاض،۱۹۹۷ء